بسم اللہ الرحمن الرحیم

عالمی رابطہ ادب اسلامی کے زیر اہتمام

ڈاکٹر محمد حمیداللہ..... تعزیتی سیمی نار کی روداد

ڈاکٹر محمود الحسن عارف

ڈاکٹر محمد حمیداللہ آسمان علم وتحقیق پر چمکنے والے ایسے درخشندہ ستارے تھے، جنہوں نے بیسویں صدی کے نصف آخر میں اپنی علمی اور فکری تابانیوں سے ایک دنیا کو منور کیا' وہ ایک طرف اقبال کا مرد مومن تھے اور دوسری طرف ''رزم حق و باطل'' میں فولاد بن کر اترنے والے مرد مجاہد..... انہوں نے دوسو کے قریب کتابیں اور ایک ہزار کے قریب مقالات بطور یادگار اپنے پیچھے چھوڑے ہیں جو رہتی دنیا تک ان کی یاد دلاتے رہیں گے.

ڈاکٹر محمد حمیداللہ کی علمی اور تحقیقی خدمات کو خراج تحسین ادا کرنے اور ان کی یادوں اور خوشبوؤں کو عام کرنے کے لیے'' عالمی رابطہ ادب اسلامی'' پاکستان نے ایک سیمینار منعقد کرنے کا پروگرام بنایا تھا، یہ سیمی نار آواری ہوٹل لاہور کے خوبصورتی سے سجے ہوئے ستلج ہال میں مورخہ 26 مئی ۲۰۰۳ کو سہ پہر 4 بجے انعقاد پذیر ہوا.

اس روز ڈاکٹر محمد حمیداللہ کی شخصیت سے عقیدت رکھنے والے عالمی رابطہ ادب اسلامی کے باذوق اراکین بڑی تعداد میں ستلج ہال میں وقت سے پہلے ہی جمع ہو گئے اور وقت سے پہلے ہی ہال بھر گیا.

سیمینار کی صدارت..... گورنر پنجاب..... جناب خالد مقبول صاحب نے کرنا تھی، جو کہ

علم وادب کی دنیا سے دلی محبت رکھتے ہیں' لیکن چونکہ وزیر اعظم پاکستان ..... بھی اس روز لاہور میں تھے' اس لیے ان کی مصروفیات کئی گنا بڑھ گئی تھیں' اس کے باوجود وہ تشریف لائے اور ان کی آمد کے ساتھ ہی پروگرام کا آغاز کر دیا گیا۔

سٹیج سیکرٹری کے فرائض عالمی رابطہ ادب اسلامی پاکستان کے سیکرٹری ڈاکٹر زاہد اشرف نے انجام دیئے اور صدر مجلس کے ساتھ سٹیج پر مولانا حافظ فضل الرحیم' ڈاکٹر ظہور احمد اظہر' جناب مجیب الرحمٰن شامی' جناب حامد الحق حقانی اور حاجی نذیر احمد' جلوہ افروز ہوئے۔ جب کہ حاضرین اور شرکاء میں پنجاب یونیورسٹی' مختلف کالجوں اور دینی اداروں سے تعلق رکھنے والی ممتاز شخصیات رونق افروز تھیں۔

تلاوت کی سعادت ڈاکٹر قاری محمد طاہر نے حاصل کی' انہوں نے سورۃ حٰم سجدہ کی آیات نہایت خوش الحانی سے تلاوت فرمائیں' جن میں ایمان اور عمل صالح کرنے والوں کو اچھے انجام کی بشارت دی گئی ہے۔

بعد ازاں جامعہ اشرفیہ لاہور سے تعلق رکھنے والے ''قاری ذکی اللہ'' نے نہایت عمدہ انداز میں ..... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیۂ نعت پیش کیا۔

مولانا حافظ فضل الرحیم (صدر عالمی رابطہ ادب اسلامی، پاکستان) نے اپنے تعارفی کلمات میں مہمانان گرامی خصوصاً صدر مجلس جناب خالد مقبول گورنر پنجاب کی آمد کا شکریہ ادا کیا' جو اپنی گونا گوں مصروفیات کے باوجود اپنا قیمتی وقت نکال کر یہاں تشریف لائے' انہوں نے کہا کہ صدر مجلس کا یہ عمل ان کی اہل علم وادب سے محبت کی سچی دلیل ہے۔

انہوں نے کہا کہ یوں تو برعظیم پاک وہند کی سرزمین سے ان گنت علماء اور فضلاء اٹھے ہیں' لیکن بیسویں صدی کے دو اہل علم اپنی مثال آپ ہیں' جن میں سے ایک مولانا ابوالحسن علی ندویؒ اور دوسرے ڈاکٹر محمد حمید اللہ ہیں ..... اول الذکر نے سیکڑوں کتابوں کی تصنیف وتالیف کے ساتھ ساتھ' عالمی رابطہ ادب اسلامی کی تاسیس کی' جس کے دفاتر اس وقت 14 اسلامی ملکوں میں کام کر رہے ہیں' جب کہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے ..... اسلامی موضوعات پر ..... جدید انداز تحقیق اپناتے ہوئے سینکڑوں کتابیں اور مقالات تصنیف وتالیف فرما کر اس دور کے مسلمانوں کی صحیح سمت میں رہنمائی فرمائی۔

انہوں نے کہا کہ میڈیا کے ذریعے اسلام کے خلاف جو پروپیگنڈہ ہو رہا ہے اس کے لیے عالمی رابطہ ادب اسلامی جیسی تنظیموں کی ضرورت پہلے سے کئی گنا بڑھ گئی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ عالمی رابطہ ادب اسلامی، سال رواں کے دوران میں مجموعی طور پر تین علمی سیمینار منعقد کرے گا۔ ایک سیمینار جنوری میں منعقد کیا جا چکا ہے۔ دوسرے سیمینار کے لیے آج آپ اہل علم وفضل کو دعوت دی گئی ہے اور سال رواں کے تیسرا اور آخری پروگرام دسمبر 2003ء میں اسلام آباد میں منعقد کیا جائے گا۔

اس موقع پر گورنر صاحب کو، چونکہ وزیراعظم پاکستان کو ..... رخصت کرنے کے لیے ائیر پورٹ جانا تھا' اس لیے انہیں تعارفی کلمات کے بعد..... دعوت سخن دی گئی ہے۔ انہوں نے..... اپنی تقریر میں..... ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی شخصیت کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا..... انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب حقیقت میں بہت بڑے محقق تھے اور ایسے لوگ ملک اور قوم کا قیمتی سرمایہ ہوتے ہیں۔ انہوں نے عالمی رابطہ ادب اسلامی' پاکستان کو ڈاکٹر محمد حمید اللہ سیمینار کے انعقاد پر مبارک باد دی۔ انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے اپنی تحقیقات کی بنیاد ٹھوس حقائق پر رکھی ہے۔

انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنے خطبات بہاولپور میں پہلا خطبہ' قرآن مجید پر دیا ہے اور قرآن مجید کے حوالے سے انہوں نے جو کچھ بیان کیا' اس کے لیے انہوں نے ٹھوس دلائل دیئے ہیں۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے اس بات کے لیے کہ قرآن مجید میں کوئی تحریف وتبدیلی نہیں ہوئی' ایک جرمن محقق کا حوالہ دیا ہے' جس نے قرآن مجید کے بیالیس ہزار نسخے جمع کیے اور ان کا باہمی تقابل کیا تو وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ ان تمام نسخوں کا باہم تقابل کرنے کے باوجود ان میں کوئی اختلاف نہیں دیکھا گیا' سوائے معمولی سے اعرابی اختلاف کے' جب کہ توریت اور انجیل کے متعلق تو یہ بات بھی معلوم نہیں ہے کہ یہ کتابیں کس زبان میں نازل ہوئی تھیں.

انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب جو بات بیان کرتے' وہ مدلل ہونے کے ساتھ مربوط ہوتی ..... اور پھر لطف کی بات یہ ہے کہ وہ بڑے "روشن خیال" عالم تھے۔ انہوں نے مختلف مسالک اور مختلف فرقوں کا ذکر کرتے ہوئے یہ موقف اختیار کیا کہ چونکہ یہ مختلف فقہی مسالک..... نبی اکرم ﷺ کی سنت ہی کی پیروی کرتے ہیں' کوئی کسی سنت یا حدیث کا تتبع کر رہا ہے' تو کوئی کسی دوسری سنت اور

حدیث کا‘ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت تھی اور اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ اس کے محبوب کی تمام سنتیں قیامت تک زندہ اور زیر عمل رہیں..... اس طرح مختلف فرقوں اور مسالک کے وجود کو جواز بھی فراہم ہوتا ہے اور اس کی ٹھوس اور عملی بنیاد بھی ملتی ہے.

انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی ایک خدمت یہ ہے کہ انہوں نے نہایت سادہ انداز میں اسلام کا خلاصہ پیش کیا‘ وہ اتنے آسان اور عام فہم انداز میں بات کرتے تھے کہ وہ پڑھنے والے کے دل ودماغ میں اترتی چلی جاتی تھی‘ میں نے..... ان سے زیادہ آسان اور عام فہم انداز والا کوئی اور مصنف نہیں دیکھا.

صدر مجلس نے اس بارے میں روزے‘ نماز‘ حج اور زکوٰۃ کے متعلق ڈاکٹر صاحب کی تحریروں کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے ”روزے“ پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اسلام میں روزے 30 ہیں اور شوال کے ۶ روزے مسنون ہیں۔ یوں کل روزے 36 ہیں۔ اور چونکہ اسلامی تعلیمات کی رو سے ہر عمل کا ثواب دس گنا ملتا ہے‘ اس لیے 36 کو اگر 10 سے ضرب دیا جائے تو جواب 360 آتا ہے۔ یہ سال کے دنوں کی تعداد کے برابر ہے‘ اس طرح مسلمانوں کا روزے کا تصور ہمہ گیر اور آفاقی ہے.

نماز کے متعلق انہوں نے لکھا ہے کہ مسلمانوں کی نماز ساری کائنات کی عبادت کا خلاصہ ہے‘ چنانچہ مسلمانوں کا قیام..... درختوں کی عبادت کی نمائندگی کرتا ہے‘ جو حالت قیام میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہیں۔ رکوع چوپایوں کی عبادت کا اظہار ہے‘ جو حالت رکوع میں رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتے ہیں‘ جب کہ سجدہ جمادات کی عبادت کا نچوڑ ہے‘ جو ہمیشہ سجدے کی حالت میں رہتے ہیں.

انہوں نے ”حج“ کا فلسفہ بھی واضح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مکہ مکرمہ کو ام القریٰ یعنی تمام بستیوں اور تمام شہروں کا مرکز قرار دیا گیا ہے اور حرم اقدس کو اللہ تعالیٰ کا گھر اور بیت اللہ شریف میں لگا ہوا حجر اسود..... ایک روایت کی رو سے اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے اور ہر مسلمان اس پر ہاتھ رکھ کر یا اس کو چوم کر..... گویا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے اور اس کے بعد ”طواف“ گویا اس پر اظہار شکر ہے

اور اس کی تعداد سات اس لیے رکھی کہ وہ دنوں کی تعداد کے برابر ہے اور یوں سات کا عدد تسلسل اور دوام کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اس لیے کہ یہ سات دن اسی طرح بار بار آتے ہیں اور زمانہ اسی طرح آگے کی طرف بڑھ رہا ہے۔

سعی کے فلسفے کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے لکھا ہے کہ یہاں حضرت ہاجرہ اور اسماعیل علیہ السلام کا واقعہ رونما ہوا تھا۔ اس سے ایک ماں کی محبت اپنی اولاد کے لیے ظاہر ہوتی ہے' اسلام نے اس کو عبادت کا درجہ دے کر یہ واضح کیا کہ اللہ کو اپنے بندوں سے اس سے زیادہ محبت ہے جتنی کہ ام اسماعیل علیہا السلام کو حضرت اسماعیل علیہ السلام سے تھی۔

اسی طرح انہوں نے زکوٰۃ کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کے مصارف کے تذکرے کے دوران میں فقراء اور مساکین کے دو لفظ استعمال کیے ہیں' جس کا مقصد یہ ہے کہ اگرچہ لغوی اعتبار سے فقیر اور مسکین میں کوئی زیادہ فرق نہیں' لیکن قرآن یہ چاہتا ہے کہ اس طرح غربا اور مساکین کو دو حصے دیئے جائیں۔

اسلام میں غیر مسلموں کو جو مذہبی آزادی حاصل ہے ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے اس پر بھی بہت لکھا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ اسلام میں غیر مسلموں کو مذہبی آزادی حاصل ہے اور اسلام ان سے رواداری اور مساوات کا سلوک کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔

انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے خیالات میں بڑے وسعت تھی' وہ بذات خود بھی بہت سی غیر مسلم زبانیں جانتے اور ان میں تصنیف و تالیف کرتے تھے' انہوں نے لکھا ہے کہ اسلامی تاریخ میں جو پہلی یونیورسٹی صفہ کے نام سے قائم ہوئی' اس میں صحابہ کرام کو مذہبی تعلیم دینے کے علاوہ مختلف زبانوں کی تعلیم بھی دی جاتی تھی' چنانچہ ایک صحابی کو آپ ﷺ نے عبرانی کی تعلیم حاصل کرنے کی ہدایت فرمائی۔

ڈاکٹر صاحب خواتین کے حقوق کے بڑے داعی تھے' انہوں نے اپنی کتب میں عورتوں کے حقوق کے بارے میں بہت کچھ تحریر کیا ہے۔ ان کے خیال میں اسلام میں عورت اور مرد یکساں حقوق و مراعات رکھتے ہیں' عہد نبوی ﷺ کی مثالیں پیش کرتے ہوئے انہوں نے لکھا ہے کہ نبی ﷺ کے

زمانہ میں صحابیات زندگی کے تمام شعبوں میں مردوں کے ساتھ کام کرتی تھیں، حتیٰ کہ آپ ﷺ نے ایک خاتون کو شہر کی منڈی کی مانیٹرنگ کے لیے بھی مقرر فرمایا تھا۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ اسلام میں عورتوں کو بڑے حقوق حاصل ہیں، اپنی گفتگو کے آخر میں انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ ہمارے اس دور کے محققین کو بھی ڈاکٹر محمد حمید اللہ جیسی ذہنی، علمی اور فکری پختگی اختیار کرنی چاہیے.

ڈاکٹر محمد عبداللہ..... ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی علم حدیث میں خدمات

گورنر صاحب ..... سیمینار سے چلے گئے تو اس کے بعد شعبہ اسلامیات (پنجاب یونیورسٹی) کے استاد ڈاکٹر محمد عبداللہ نے ''ڈاکٹر حمید اللہ کی علم حدیث میں خدمات'' کے عنوان سے مقالہ پڑھا، انہوں نے اپنے مقالہ میں ڈاکٹر حمید اللہ کی علم حدیث میں خدمات کا جائزہ لیتے ہوئے تفصیل سے اس کا پس منظر بیان کیا اور کہا کہ انیسویں صدی کی دھائی کا دوسرا نصف اور ستر کی دھائی کا بڑا حصہ تیسری دنیا کے لیے بالعموم اور اسلامی دنیا کے لیے بالخصوص ہنگاموں، سیاسی عدم استحکام اور فکری انتشار کا دور تھا۔ اس دور میں مستشرقین نے علم حدیث کے متعلق بنیادی بحثیں اٹھائیں، اس ضمن میں انہوں نے جرمن مستشرق ڈاکٹر سپرنگر اور گولڈ زیہر کا خصوصی طور پر حوالہ دیا کہ ان حضرات کا یہ خیال ہے کہ یہ معلوم کرنا آسان نہیں کہ یہ احادیث کہاں تک اصلی ہیں اور وہ روایات جنہیں بعد میں جمع کیا گیا اور ان کی تعداد کو چھ لاکھ سے کم کر کے سات ہزار چھتر تک لایا گیا وہ قابل اعتبار نہیں ہیں اور کسی باوثوق ذریعہ سے ان کی چھان بین کرنا بھی ناممکن ہے۔ انہوں نے کہا کہ مستشرقین کے خیالات کا اثر اسلامی دنیا پر بھی پڑا، بالخصوص ہندوستان اور مصر اس سے متاثر ہوئے اور یہاں انکار حدیث کی مختلف تحریکیں ابھریں۔ ان حالات میں ڈاکٹر حمید اللہ کے کام کی اہمیت بڑھ جاتی ہے.

ڈاکٹر صاحب معروف معنوں میں محدث نہیں تھے چنانچہ انہوں نے حدیث کی خدمت کا کام روایتی علماء اور متکلمین کے انداز میں انجام نہیں دیا، تاہم انہوں نے مستشرقین اور ان کے متاثرین کے منہج اور طریق کار کو شعوری طور پر سمجھا، ان کی حکمت عملی کا مومنانہ بصیرت کی روشنی میں جائزہ لے کر تاریخ حدیث اور حجیت حدیث میں انتہائی قابل قدر خدمات انجام دیں، انہوں نے ڈاکٹر حمید اللہ کی خدمات

حدیث کا جائزہ لیتے ہوئے بتایا کہ ان کی تصانیف تین طرح کی ہیں:

۱۔ مستقل تصانیف

۲۔ مقالات وخطبات

۳۔ احادیث سے اخذ واستنباطات

انہوں نے ڈاکٹر صاحب کی عملی خدمات کا جائزہ لیتے ہوئے صحیفۂ ہمام بن منبہ اور الوثائق السیاسیہ کا خاص طور پر ذکر کیا۔ صحیفہ ہمام بن منبہ کی اشاعت کے ساتھ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا ۷۴ صفحات پر مشتمل دیباچہ بہت اہمیت کا حامل ہے اور تاریخ حدیث کے حوالے سے بہت اہم دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے ایک جگہ وہ خود لکھتے ہیں کہ یہ دیباچہ بتائے گا کہ حدیث نبوی کی تاریخ میں صحیفہ ہمام بن منبہ کو کیا درجہ اور کیا اہمیت حاصل ہے۔

جناب حفیظ الرحمٰن قریشی..... صحیفہ ہمام بن منبہ

اگلے مقرر جناب حفیظ الرحمٰن قریشی تھے، جن کا تعلق ادارہ نوائے وقت سے ہے۔ ان کے مقالہ کا عنوان تھا صحیفہ ہمام بن منبہ۔ انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب کے تحقیقی شاہ پاروں میں سب سے اہم صحیفہ ہمام بن منبہ ہے، ڈاکٹر غلام جیلانی برق مرحوم سے کسی نے ان کے انکارِ حدیث سے رجوع کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ صحیفہ ہمام بن منبہ دیکھنے کے بعد ان کو حدیث کے بارے میں اپنے نظریات پر نظر ثانی کی توفیق نصیب ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ ہماری پختہ رائے یہ ہے کہ اگر منکرین حدیث اس پر ڈاکٹر صاحب کے فاضلانہ مقدمے کو کھلے دل سے پڑھ لیں تو انہیں بھی اپنے مزعومات کے باطل ہونے کا یقین ہو جائے گا۔ فاضل مقرر نے اپنے مقالہ میں صحیفہ ہمام بن منبہ کی تدوین واشاعت پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ صحابی رسول ﷺ حضرت ابوہریرہ نے اپنے شاگرد ابوعقبہ ہمام بن منبہ کے لیے ''صحیفۃ الصحیحہ'' کے نام سے ایک مجموعہ مرتب کیا۔ تحقیق کے مطابق یہ نسخہ 58ھ سے پہلے کی تالیف ہے کیونکہ 58ھ میں حضرت ابوہریرہؓ نے امّ المومنین حضرت عائشہؓ کا جنازہ پڑھایا اور اس کے ایک سال بعد 59ء میں 78 سال کی عمر میں آپؓ کا انتقال ہو گیا۔

حضرت ہمام بن منبہ کا تعلق یمن سے تھا' وہ حضرت ابوہریرہؓ کے ارشد تلانذہ میں سے تھے وہ اپنے بھائی اور محدث وہب بن منبہ سے عمر میں بڑے تھے'ان کا انتقال 101 یا102 ھ میں ہوا.

یہ مجموعہ جو بالکل ابتدائی زمانہ میں لکھا گیا' اس بات کی دلیل ہے کہ عہد صحابہ ہی میں حدیث کی جمع و کتابت کا عمل شروع ہو گیا تھا' یہ حضرت ہمام بن منبہؒ اپنے زمانہ کے معروف محدث تھے اور حضرت امام بخاریؒ کے دادا استاد ہیں' چنانچہ ان کی حدیثوں کا بڑا حصہ صحیح بخاری میں من وعن نقل کیا گیا ہے فاضل مقرر نے اس بات پر زور دیا کہ ڈاکٹر حمید اللہ کے ہاں بلا کی تحقیق تھی اور وہ اپنے موضوع کے مختلف پہلوؤں پر بڑی گہری بصیرت رکھتے تھے۔

ڈاکٹر قاری محمد طاہر..... ڈاکٹر حمید اللہ کے چند تفردات

ڈاکٹر صاحب گورنمنٹ کالج فیصل آباد' شعبہ اسلامیات کے سابق استاد اور عالمی رابطہ ادب اسلامی پاکستان کی مجلس منتظمہ کے رکن ہیں۔ انہوں نے اپنے فاضلانہ مقالہ میں ڈاکٹر حمید اللہ کے تفردات پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ وہ بہت سے مسائل میں عام لوگوں سے مختلف رائے رکھتے تھے' ڈاکٹر صاحب مرحوم ڈارون کے نظریہ ارتقاء کو تسلیم کرتے تھے' جب کہ عام علماء اس کے مخالف ہیں۔ اسی طرح ڈاکٹر صاحب محدود انداز میں موسیقی کے جواز کے حق میں تھے' نظام حکومت کے بارے میں جب ان سے پوچھا گیا کہ اسلام کس طرح کا نظام حکومت چاہتا ہے تو انہوں نے کہا ان کے خیال میں اسلام میں کوئی بھی نظام حکومت متعین نہیں ہے۔ نظام حکومت چاہے جمہوری ہو یا آمرانہ' یا کسی اور طرز کا' ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے خیال میں اسلام ان میں سے کسی خاص طرز حکومت کا نہ تو داعی ہے اور نہ ہی اس کی مخالفت کرتا ہے' ڈاکٹر صاحب کا یہ نظریہ عام علماء کے نظریات سے متصادم ہے' جو عصر حاضر میں اسلام کے شورائی نظام حکومت کے قائل ہیں۔ فاضل مقرر نے ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے خواتین کے بارے میں خیالات کا بھی جائزہ لیا اور کہا کہ اگرچہ انہوں نے زندگی بھر شادی نہیں کی' لیکن وہ خواتین کے حقوق کے بارے میں بڑی منفرد آراء رکھتے تھے.

ڈاکٹر انور محمود خالد..... ڈاکٹر محمد حمید اللہ اپنے خطوط کے آئینے میں

معروف سیرت نگار، مصنف، ادیب اور عالمی رابطہ ادب اسلامی فرع فیصل آباد کے صدر ڈاکٹر انور محمود خالد نے اپنے فاضلانہ مقالہ میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی خطوط نویسی پر اظہار خیال کیا۔ انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب کثیر التصانیف شخصیت تھے، ان کی گوناگوں مصروفیات میں سے ایک اہم مصروفیت خطوط نویسی بھی تھی، ان کے پاس روزانہ بے شمار خطوط آتے تھے جن کے جوابات ڈاکٹر صاحب تصنیف و تالیف و ترجمہ کے ساتھ ساتھ اپنے ہاتھ سے تحریر کرتے۔ ان خطوط میں بہت سے علمی و فقہی مسائل بھی زیر بحث آتے۔ اس طرح ان کے خطوط علم و ادب کا گراں مایہ سرمایہ ہیں، البتہ ڈاکٹر صاحب نے نہ تو ان کا کوئی ریکارڈ رکھا اور نہ فوٹو کاپیاں محفوظ رکھیں، وہ چونکہ سارا کام خود اپنے ہاتھ سے انجام دیتے تھے، اس لیے ان خطوط کی نقول نہیں رکھی جا سکیں، اپنے ایک دوست کے نام ڈاکٹر صاحب نے ایک خط میں لکھا کہ مجھے بعض اوقات تیس تیس خطوط کے جوابات روزانہ لکھنا پڑتے ہیں، جس سے میرا علمی کام بھی متاثر ہو رہا ہے، دنیائے اسلام کے اس عظیم ترین محقق اور منفرد علمی شخصیت کے خطوط میں کیسے کیسے معارف و مسائل حل کیے گئے ہوں گے، اس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ بہر حال ڈاکٹر صاحب کے خطوط کو جمع کرنے کی کوئی شعوری کوشش ہونی چاہیے، تاکہ مرحوم کی علمی و تحقیقی باتوں سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کیا جا سکے۔

ڈاکٹر محمود الحسن عارف..... اردو دائرہ معارف اسلامیہ اور ڈاکٹر محمد حمید اللہ

ڈاکٹر محمود الحسن عارف نے اپنے مقالہ میں کہا: یوں تو دنیا میں ہر روز لاکھوں انسان آ اور جا رہے ہیں اور یہ سلسلہ..... تا قیامت اسی طرح جاری رہے گا، لیکن..... اس دنیا میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جب وہ اپنی زندگی کا سفر طے کر کے رخصت ہوتے ہیں، تو ایک عالم ان کی یاد میں بے قرار اور بے کل ہو جاتا ہے اور تاریخ کے ایوانوں میں ان کا تذکرہ ہمیشہ کے لیے ثبت ہو جاتا ہے، ایسے ہی لوگوں کے متعلق کہا جاتا ہے۔

ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

ڈاکٹر محمد حمید اللہ مرحوم بھی ایک ایسی ہی دل آویز شخصیت کے مالک تھے، وہ بیک وقت

دنیائے اسلام کے عظیم ترین محقق، ماہر قانون، عالم دین، سیرت نگار، اور داعی و مبلغ اسلام تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی کو ''کارہائے نمایاں'' کے لیے کچھ اس طرح وقف کیے رکھا کہ جب وہ اپنا کام مکمل کر کے رخصت ہوئے تو پورے عالم اسلام میں افسردگی اور ہلچل محسوس کی گئی۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی شخصیت کے یوں تو بیسیوں گوشے ہیں اور ہر ایک گوشہ اس لائق ہے کہ اس پر پوری توجہ کے ساتھ علمی انداز میں کام کیا جائے۔ آج کے سیمینار ہم نے جس موضوع کا انتخاب کیا ہے وہ پنجاب یونیورسٹی کی عظیم تصنیف ..... ''اردو دائرہ معارف اسلامیہ اور ڈاکٹر محمد حمید اللہ'' کا موضوع ہے۔

انہوں نے کہا کہ ''اردو دائرہ معارف اسلامیہ'' برعظیم پاک و ہند کے اہل علم و فضل کی ایک ایسی مشترکہ کاوش ہے، جسے ساری دنیائے اسلام میں سراہا گیا ہے، بلکہ نامور ادیب اور سکالر علامہ حسام الدین راشدی مرحوم کے بقول ''تو پاکستان میں فقط یہی ایک کام سنجیدہ، پاکیزہ، دائمی رہنے والا اور علمی طور پر ہم سب کو زندہ رکھنے والا ہے''۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ ..... اس موسوعۂ علمیہ کی اہمیت سے بخوبی واقف تھے اور اردو دائرہ معارف اسلامیہ کو ہمیشہ ان کی سرپرستی اور معاونت حاصل رہی ہے۔ مرحوم کا اس شعبے سے تعلق کب قائم ہوا؟ اس سلسلے میں دفتر کے کاغذات دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ سلسلہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے آغاز سے ہی قائم ہو گیا تھا اور اس کے اختتام تک برابر جاری رہا۔ ان کا اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں طبع ہونے والا پہلا مقالہ ''آئین'' کے عنوان پر ہے..... جو حرف الف کی تختی میں واقع ہے، اور ان کا آخری مقالہ ''یہود'' کے عنوان پر ہے، جو حرف یا کی پٹی میں واقع ہے۔ اس طرح انہوں نے اس کی ابتداء سے لے کر اس کے اختتام تک برابر اس علمی منصوبے کے ساتھ تعاون کیا، درمیان میں ایک وقت ایسا بھی آیا کہ جب انہیں صدر شعبہ کے طور پر شعبے کا چارج سنبھالنے کی دعوت دی گئی۔

ڈاکٹر صاحب کے لکھے ہوئے مقالات کی فہرست میں آئین، ابرہہ، آبنوس، احابیش، احد، ایلاف، اُمۃ، بدر، بعث، بیمہ، ثقیف (بنو)، حدیبیہ، الخمس، حنین، خط، خندق، خیبر، الدینوری، حضرت زینب بنت جحش، علامہ السرخسیؒ، سلیم بن منصور، طائف، (حضرت) علیؓ بن ابی طالب ، (حضرت) عمرؓ بن

الخطابؓ ' عمرو بنؓ امیہ' مرکزی مقالہ ''سیرت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' عہد نبوی میں نظم ونسق مملکت' رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بطور مقنن معاقل' معراج' میزانیہ اور یہود ..... وغیرہ کے مقالات شامل ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ پر ان کا لکھا ہوا مقالہ طبع نہیں ہوا..... یہ مقالہ تلکہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں طبع ہوگا۔

ان مقالات پر ایک نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ ان میں سے بیشتر کا تعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ خصوصاً غزوات اور عائلی زندگی سے تھا۔

پروفیسر عبدالجبار شیخ..... ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی للّٰہیت

پروفیسر عبدالجبار شیخ اس سیمینار میں شرکت کے لیے خصوصی طور پر سیالکوٹ سے تشریف لائے تھے۔ انہوں نے اپنی فاضلانہ تقریر میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی سادگی، ان کے اخلاص اور ان کی للّٰہیت پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ باوجود اس بات کہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ بہت بڑے محقق' مؤرخ اور سیرت نگار تھے' لیکن ان میں اہل علم والا وہ ادعا اور وہ غرہ موجود نہ تھا جو کہ' عام طور پر ہمارے ہاں کی ایک روایت بن چکا ہے۔ وہ ہر شخص کو خندہ پیشانی سے ملتے اور جو بھی سوال پوچھا جاتا وہ اپنی بساط کی حد تک اس کا صحیح جواب دیتے۔ وہ کبھی کسی کو مایوس نہیں لوٹاتے تھے۔ انہوں نے ایک محقق ہونے کے ساتھ ساتھ داعی الی اللہ کے اوصاف بھی اپنائے رکھے۔ چنانچہ ان کی تبلیغ و دعوت سے بے شمار لوگوں نے اسلام قبول کیا' انہوں نے کہا کہ آج کے دور کے سارے مسلمان محققین کو ڈاکٹر حمید اللہ کا انداز اختیار کرنا چاہیے

مولانا حامد حقانی' ایم این اے

مولانا حامد حقانی' جو سینیٹر مولانا سمیع الحق کے صاحبزادے اور اکوڑہ خٹک سے متحدہ مجلس عمل کے رکن قومی اسمبلی ہیں' نے اپنی گفتگو میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر صاحب جیسی شخصیات روز روز پیدا نہیں ہوتیں' وہ یقیناً قوم اور ملک کا سرمایہ ہیں۔ انہوں نے عالمی رابطہ ادب اسلامی اور اس کے رہنماؤں کو مبارک دیتے ہوئے کہا کہ انہوں نے ڈاکٹر محمد حمید اللہ سیمینار کا

انعقاد کر کے وقت کی ایک اہم ضرورت کو پورا کیا ہے' انہوں نے کہا کہ عالمی رابطہ اسلامی جیسی تنظیمیں ملک وقوم کا سرمایہ ہوتی ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ صوبہ سرحد میں بھی اس تنظیم کے دفاتر کام کریں اور اسی طرح کے سیمینار ہم بھی اپنے علاقہ میں کروائیں' اس سلسلہ میں جو بھی تعاون ہوگا اس سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔

ڈاکٹر ظہور احمد اظہر..... ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی شخصیت خطبات بہاولپور کے آئینے میں

عالمی رابطہ ادب اسلامی کی پاکستان شاخ کے بانی اور سابق صدر' ڈاکٹر ظہور احمد اظہر نے اپنے مقالہ میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی تحقیقی وعلمی خدمات کو سراہتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر صاحب امت مسلمہ کا سرمایہ تھے۔ انہوں نے کہا' یہ ہمارا قومی المیہ ہے کہ جب کوئی شخصیت زندہ ہوتی ہے' تو ہم اسے نظر انداز کر دیتے ہیں' اور جب وہ انتقال کر جائے تو ہم اس پر سیمینار منعقد کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی وفات کے بعد پاکستان میں ان کی خدمات کو سراہنے کے جو پروگرام منعقد ہوئے یقیناً قابل قدر ہیں' لیکن ان کی زندگی میں ہم نے ان کے ساتھ کوئی اچھا سلوک نہیں کیا' ڈاکٹر محمد حمید اللہ قیام پاکستان کے بعد پاکستان میں بڑی آرزوئیں لے کر آئے تھے' لیکن بہت جلد وہ مایوس ہو گئے اور بالآخر واپس فرانس چلے گئے۔

پروفیسر عبدالقیوم قریشی سابق وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور ہماری طرف سے شکریے کے مستحق ہیں کہ انہوں نے وقت کے تقاضوں کا ادراک کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد حمید اللہ کو دعوت دی اور ان کے خطبات کا اہتمام کیا۔ یہ خطبات اس وقت ایک کتاب حوالہ بن چکے ہیں اور ڈاکٹر صاحب کے خیالات کا بہت اچھا مجموعہ ہیں' لیکن پاکستان کی باقی جامعات نے ڈاکٹر صاحب کو بلانے اور اس طرح کے خطبات کے اہتمام کی ضرورت ہی نہیں سمجھی۔

انہوں نے کہا ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی عظمت کا اس واقعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ ایک سیمینار میں ان کی معروف فرانسیسی محقق ڈاکٹر موریس بوکالیے سے ملاقات ہوئی۔ پوچھنے پر اس نے بتایا کہ اس نے ''بائبل قرآن اور سائنس'' کے عنوان سے جو کتاب لکھی ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ ڈاکٹر حمید اللہ کے ترجمہ

قرآن مجید سے سورۃ رحمٰن کی آیت مرج البحرین یلتقیان' یعنی ''اس نے دو سمندروں کو ملا دیا' لیکن وہ آپس میں ملتے نہیں'' کو ایک فرانسیسی امیر البحر نے پڑھا جس کی زندگی سمندروں میں گزری تھی تو وہ بڑا حیران ہوا۔ اس نے کہا یہ کون شخص ہے جس نے یہ بات دریافت کی ہے' کیونکہ اس کا علم تو مجھے ہے کہ کہاں کھارے اور میٹھے سمندر آپس میں ملتے ہیں۔ جب اسے بتایا گیا کہ یہ بات تو چودہ سال پہلے کی نازل شدہ کتاب میں موجود ہے اور یہ اس کا ترجمہ ہے تو وہ بڑا حیران ہوا' اس واقعہ نے بوکالیے کو اس بات کی ترغیب دی کہ وہ قرآن کا سائنسی اصولوں کے مطابق جائزہ لے کہ آیا قرآن حکیم سائنس کے مطابق پورا اترتا ہے یا نہیں' چنانچہ اس نے یہ معروف کتاب لکھی' اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی خدمات کتنی گراں قدر ہیں.

مجیب الرحمٰن شامی' مدیر اعلیٰ روزنامہ پاکستان

جناب مجیب الرحمٰن شامی نے اپنے صدارتی کلمات میں عالمی رابطہ اسلامی کی مجلس انتظامیہ' خصوصاً مولانا فضل الرحیم اور ڈاکٹر محمود الحسن عارف کو اس سیمینار کے کامیاب انعقاد پر مبارک باد دیتے ہوئے کہا کہ یہ سیمینار وقت کی ضرورت تھی۔ انہوں نے کہا کہ مین نے اپنی زندگی میں بہت سے سیمینارز میں شرکت کی ہے' لیکن عام طور پر اس طرح کے سیمیناروں میں موضوع کے حوالہ سے بات کم ہوتی ہے اور ادھر ادھر کی باتیں زیادہ' جب کہ یہ سیمینار اس اعتبار سے بڑا کامیاب رہا ہے کہ اس میں تمام مقررین نے مکمل طور پر موضوع کو ہی پیش نظر رکھا ہے.

انہوں نے ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی خدمات کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ وہ سمجھتے ہیں اگر ڈاکٹر حمید اللہ پاکستان میں بھی ہوتے تو شاید وہی کام کرتے جو فرانس میں رہ کر انہوں نے کیا' اس لیے کہ ان جیسے لوگوں کے لیے زمان و مکان کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی.

ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے تعلیمات اسلامی بورڈ کے ایک ممبر کی حیثیت سے' جس میں مولانا سید سلیمان ندوی' مفتی محمد شفیع اور مولانا ظفر احمد انصاری جیسے لوگ بھی شامل تھے' جو خدمات انجام دیں وہ ہماری تاریخ کا ایک سنہرا باب ہیں۔ تعلیماتِ اسلامی بورڈ پہلی دستور ساز اسمبلی کو نفاذ اسلام کی

سفارشات مرتب کرنے کا کام انجام دینے کے لیے بنایا گیا تھا اور اس وقت کی "دستوریہ" نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ اس بورڈ کی منظوری کے بغیر کوئی بھی قانون نہیں بنایا جا سکتا تھا' اس اعتبار سے یہ بورڈ بڑی اہمیت کا حامل تھا۔ انہوں نے کہا کہ ہم لوگ کھوکھلے نعروں پر یقین رکھتے ہیں۔ خواجہ ناظم الدین کے خلاف ہم نے جلد بازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جلوس نکال کر ہم نے ان کو برخاست کرنے کی راہ ہموار کی' لیکن میں آپ کو اندر کی بات بتاتا ہوں کہ ان کی برطرفی کا فیصلہ پاکستان میں نہیں' بلکہ واشنگٹن میں ہوا تھا۔ امریکیوں کی رائے تھی کہ تعلیمات اسلامی بورڈ جیسا ادارہ قائم کر کے وہ پاکستان کو فنڈامنٹل سٹیٹ (بنیاد پرست ریاست) بنا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا ہمارے فیصلے باہر ہوتے ہیں اور ہم ان پر صاد کرتے ہیں.

انہوں نے کہا ڈاکٹر محمد حمید اللہ کمٹمنٹ کے بڑے پکے تھے۔ ان کی ریاست حیدر آباد نے تقسیم ہند کے وقت فیصلہ کیا کہ وہ اپنی آزادانہ حیثیت قائم رکھے گی' اس سلسلہ میں نظام حیدر آباد نے ایک وفد سلامتی کونسل اور اقوام میں بھیجا' جس میں ڈاکٹر صاحب بھی تھے۔ ابھی یہ وفد راستے ہی میں تھا کہ بھارت نے اس ریاست پر غاصبانہ کر لیا۔ اس پر ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے فیصلہ کیا کہ وہ ہندوستان کی شہریت نہیں لیں گے' مگر انہوں نے فرانس کی شہریت بھی قبول نہ کی اور ساری زندگی غریب الوطنی میں گزار دی۔ انہوں نے کہا کہ انہیں برطانیہ سے شدید نفرت تھی' جس نے تقسیم ہند کے موقع پر شدید ترین بے ایمانی اور بدعہدی کا مظاہرہ کیا تھا۔ اس لیے انہوں نے اپنی زندگی اور ممالک کے سفر تو کیے' لیکن وہ کبھی برطانیہ نہ گئے' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے قول کے بڑے سچے تھے۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ آج کے دور میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ جیسے محقق پیدا ہونے چاہئیں اور ان کا تحقیقی انداز ہماری دوسری جامعات اور ان کے اساتذہ کو بھی اپنانا چاہیے.

اجلاس کے اختتام پر، حاجی نذیر احمد صاحب نے مرحوم کے رفع درجات کے لیے خشوع وخضوع سے دُعاء کی اور پھر اجلاس برخاست ہو گیا.

o------o